زکوٰۃ کے مصارف

مصنف : مولانا عتیق احمد قاسمی

• ناشر مکتبہ حرا، پوسٹ بکس ۷۴۷ ندوہ روڈ لکھنو۔ اشاعت اکتوبر ۱۹۹۲ء قیمت: ۴۰/-

قرآن مجید میں زکوٰۃ کے مصارف واضح انداز میں مذکور ہیں۔ سورہ توبہ کی آیت ۶۰ میں واضح طور پر یہ بتایا گیا ہے کہ صدقات (زکوٰۃ وعشر) کی رقم فقراء[1]، مساکین[2]، زکوٰۃ سے متعلق کام کرنے والے[3]، ان لوگوں[4] پر جن کی تالیف قلب مقصود ہو، قرضدار[5]، گردنوں[6] کو آزاد کرنے (غلاموں کی رہائی) اللہ کی راہ میں[7] اور مسافروں[8] کی مدد کے لیے ہی صرف ہو سکتی ہے۔

اسلامی نظام حکومت کے خاتمہ اور زکوٰۃ کے اجتماعی نظام کے نہ ہونے کی بنا پر مذکورہ بالا مدات میں سے متعدد ایسی ہیں جن پر عمل موجودہ دور میں ممکن نہیں رہ گیا ہے۔ کارکنانِ صدقات کا تعلق زکوٰۃ کے اجتماعی نظام سے ہے، تالیف قلب کی ضرورت کم ہی پیش آتی ہے اور قتال فی سبیل اللہ کی مد اسلامی حکومت سے متعلق ہیں۔ غلاموں کی رہائی کا تعلق بھی موجودہ زمانہ سے برائے نام ہی ہے۔ ان میں سے اکثر مدات ایسی ہیں جن کی توضیح وتشریح میں اختلاف رائے پایا جاتا رہا ہے مثال کے طور پر فقراء اور مساکین سے کون لوگ مراد ہیں۔ گردن کو چھڑانے میں قیدیوں کی رہائی شامل ہے یا نہیں۔ تالیف قلب کی مد فی زمانہ موجود ہے یا ساقط ہو گئی؟ فی سبیل اللہ (اللہ کی راہ میں) کا مصداق کون لوگ ہیں وغیرہ وغیرہ۔

زیر تبصرہ کتاب دراصل اسی آخری مد کی توضیح وتشریح پر مشتمل ہے؟۔ علماء ومفسرین کی اکثریت اس بات کی قائل ہے کہ فی سبیل اللہ کی مد غازی فی سبیل اللہ کے لیے مخصوص ہے لیکن بعض علماء نے اس مد کو وسیع معنی پہناتے ہیں۔ کسی نے اللہ کی راہ میں جہاد وقتال کی تمام متعلقہ سرگرمیوں کو اس میں شامل کیا ہے تو کسی نے جہاد عسکری کے علاوہ اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے ہر قسم کی جدوجہد کرنے والے کو اس میں شامل مانا ہے۔ مصنفِ کتاب نے بہت تفصیل سے اس پر اظہار خیال کیا ہے کہ یہ مد قتال فی سبیل اللہ کے ساتھ مخصوص ہے اور اس کے لیے تمام ممکنہ دلائل فراہم کیے ہیں۔ اور اس مد میں توسیع کے قائلین مثلاً نواب صدیق حسن خاں، شیخ رشید رضا، شیخ یوسف

القرضاوی اور مولانا امین احسن اصلاحی کے دلائل و مباحث کا جائزہ لیا ہے۔ یہ جائزہ ایک قسط وار مضمون کی صورت میں ماہنامہ "الفرقان" لکھنو کے (اگست ۸۸ء تا فروری ۸۹ء) آٹھ شماروں میں شائع ہوا تھا۔ اس جائزہ کا اصل محرک مولانا شہاب الدین ندوی کا وہ مضمون بنا جو "اسلام میں زکوٰۃ کا نظام اور اسلامی اداروں کا اس میں حصہ" کے عنوان سے "برہان" دہلی جلد ۱۰۰ شمارہ ۲ میں شائع ہوا تھا جس میں مضمون نگار نے اس مد میں توسیع کے موقف کی حمایت کی تھی اور علماء سلف و خلف کی تائید کا دعویٰ کیا تھا۔ مولانا قاسمی صاحب کی اس کتاب کے ابتدائی ۸۰ صفحات دراصل فرقان میں شائع شدہ اسی جائزہ پر مشتمل ہیں۔ اس جائزہ کے جواب میں مولانا شہاب الدین ندوی صاحب نے 'زکوٰۃ کے مستحق کون ہیں' کے نام سے دو جلدوں میں ایک مفصل کتاب تحریر فرمائی۔ زیر تبصرہ کتاب کے صفحات ۹۳ تا ۱۷۷ اسی کتاب کے مباحث کے جائزہ پر مشتمل ہیں۔ کتاب کا نصف سے زائد حصہ اگر مولانا شہاب الدین ندوی صاحب کے دلائل و مباحث کے جائزہ ہی پر مشتمل ہو تو اس کے ساتھ بار بار اس خیال کا اعادہ مناسب نہیں معلوم ہوتا کہ مضمون نگار کی تحریر کسی سنجیدہ علمی جائزہ کی مستحق نہیں تھی۔

یہ بات اپنی جگہ حقیقت ہے کہ کسی موضوع پر مدلل اور علمی انداز میں گفتگو کے لیے جس وقار و متانت کی ضرورت ہوتی ہے اسے مولانا عتیق احمد قاسمی صاحب کی اس تحریر میں احسن طریقے پر ملحوظ رکھا گیا ہے۔ انھوں نے بہت محکم طریقہ پر مخالف نقطہ نظر رکھنے والوں کی علمی تردید کی ہے اور ان کے دلائل کی غیر محکمی واضح کی ہے کتاب کے مباحث کا مطالعہ کرنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس معاملہ میں علماء سلف و خلف کی اکثریت جس تحدید کے حق میں ہے وہی مناسب ہے اس لیے کہ توسیع و تعمیم کا دروازہ کھولنے سے پھر اس مخصوص رقم کا کوئی متعین مصرف باقی نہیں رہ جائے گا۔

بعض امور پھر بھی قابل توجہ ہیں مثال کے طور پر فی سبیل اللہ کے بارے میں ہدایہ کی یہ تشریح کہ اس سے مراد منقطع الغزاۃ ہیں کیوں کر صادق آسکتی ہے اس لیے کہ حدیث رسول بروایت ابوسعید خدریؓ صراحت کرتی ہے کہ مال دار غازی فی سبیل اللہ بھی اس کا مستحق ہے۔ اس طرح 'منقطع الحاج' کا معاملہ ہے کہ حج کی فرضیت تو

صاحب نصاب وصاحب استعداد پر ہے اسے زکوٰۃ کی مد سے حج کرانے کی ضرورت کیا ہے؟ اور پھر اگر وہ اثنا سفر میں استعداد کھو بیٹھا ہے تو اس کا شمار ابن السبیل میں ہوگا نہ کہ فی سبیل اللہ میں اور اگر کوئی فی سبیل اللہ ہی میں اس کا شمار کرتا ہے تو پھر دوسرے امور جو تقرب الی اللہ یا کلمۃ اللہ کے لیے انجام دئے جارہے ہوں اور جن کی توثیق بھی احادیث رسول اور آیاتِ قرآنی سے ہوتی ہو تو ان پر اس مد کا دروازہ کیوں بند کیا جائے۔ غالباً اسی لیے علامہ کاسانی اور صاحب فتاویٰ ظہیریہ نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اس کے مدلول میں وسعت پیدا کرلی جائے۔ اسی طرح یہ پہلو بھی قابل توجہ ہے کہ اگر متعدد مدات کے ساتھ فقرو احتیاج کی شرط لگادی جائے تو ان سب کو کیوں نہ فقراء و مساکین ہی میں شمار کیا جائے پھر علیحدہ ان مدات کی تخصیص کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے۔ غلام بھی محتاج ہے۔ حاجی اور غازی بھی محتاج ہے۔ اسی طرح یہ بات کہ قرآن مجید نے زکوٰۃ کے جتنے مصارف بتائے ہیں ان میں سے سات میں افراد کی تعیین ہے جبکہ فی سبیل اللہ فی الجملہ شخص کی بجائے "مد" یا بلفظ دیگر ادارہ کی طرف مشیر ہے۔ کتاب کے آخر میں مولانا عبید اللہ مبارک پوری کی تحقیق اور "ہیئۃ کبار العلماء" ریاض کا فتویٰ اپنے موقف کی تائید میں درج ہے۔ اس کے بعد "سادات اور زکوٰۃ" کے عنوان سے الفرقان ہی میں شائع شدہ ایک مضمون بھی شامل کتاب ہے۔

کتاب کی ترتیب کے وقت تکرار کے عیب سے بچنا چاہیے۔ مثال کے طور پر کتاب میں کم از کم تین مقامات پر یہ تذکرہ ہے کہ مولانا شہاب الدین ندوی کا مضمون اس لائق نہیں تھا کہ اس پر علمی تنقید کی جاتی۔ ملاحظہ ہوں صفحات ۱۰، ۲۰، ۹۳ اسی طرح مولانا شہاب الدین ندوی کا ایک ہی اقتباس متعدد مواقع پر نقل کیا گیا ہے۔ دیکھئے صفحات ۱۸، ۱۹، ۴۵، ۹۸۔

بعض مقامات پر کتابت کی غلطیاں باقی رہ گئی ہیں۔ صفحہ ۶ کی سطر ۱۶ اور ۱۷ میں کلمۂ کفر کو بلند کرنا لکھا گیا ہے حالانکہ وہاں مقام کلمۂ حق کو بلند کرنا یا کلمۂ کفر کو پست کرنے کا تھا۔ اسی طرح صفحہ ۴۳ کی سطر ۱۳ صفحہ ۱۰۳ پر درج اقتباس کی سطر ۶۔ ان چند فروگزاشتوں کو چھوڑ کر پوری کتاب، بہتر کتابت اور تصحیح کا عمدہ نمونہ ہے۔

بہرحال کتاب اپنے علمی اور استدلالی اسلوب کی عمدگی کی وجہ سے اس لائق ہے کہ ہر لائبریری کی زینت بنے اور اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے ہر فرد کے مطالعہ میں آئے (منور حسین فلاحی)